سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی ہندستانی

نمبر (۳)

حضرت مخدوم عبد الحق ساوی رح

کے

مختصر حالات

سنہ ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء

از

سخاوت مرزا

(بی اے۔ ال ال بی عثمانیہ)

۳۹۰۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؀

حضرت شاہ اولیاء محمد مخدوم عبدالحق ساوی رح ۱۰۳۹ھ

(عرف دستگیر صاحب گیان بھنڈاری)

قربی بتو قرباں شد از کفر مسلماں شد — ہم جسم شد و جاں شد مخدوم زتو مستم

نام محمد مخدوم عبدالحق، عرف دستگیر صاحب گیان بھنڈاری رح وطن آبائی ساوہ (خراسان) شجرۂ خاندانی کی رو سے آپکا سلسلہ نسب یوسف عادل شاہ (۸۹۵ھ) ساوی، شاہ بیجاپور سے ملتاہے۔ آپکے جد اعلیٰ یوسف عادل خاں کے متعلق بعض مورخین کہتے ہیں کہ وہ سلطان مراد ثانی کا لڑکا تھا، بعض اُس کو محمود بیگ ساوجی حاکم ساوہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، مگر زیادہ زور سلطان روم کا شہزادہ ہونے کی طرف دیا جاتا ہے، بقول مؤلف انوار الاخیار حضرت ساوی کے آبا و اجداد سپاہ پیشہ تھے اور آپکے خاص مرید مولانا ابوالحسن قربی (۱۱۸۲ھ) ویلوری نے لکھا ہے "حضرت شیخ ما در اصل از ساوہ اند و اجداد ایشاں از آنجا برآمدہ بہ بیجاپور سکن اختیار نمودند"

غرض ساوی ہونے میں تو کوئی کلام نہیں، البتہ آپکا یا آپکا شاہی خاندان بیجاپور سے تعلق تھا یا یوسف عادل خاں کے عہد میں آپکے اجداد ساوہ سے

آئے ہوں اور بیجاپور کی فوج میں ممتاز عہدوں پر مامور رہے ہوں۔ جسکی تصدیق شجرۂ خاندانی اور مندرجۂ بالا معتبر بیانات سے ہوتی ہے۔ آپنے خود کو "سوائی" لکھا ہے اور یوسف عادل شاہ خاص طور پر سوائی مشہور تھا۔ اور ابراہیم عادل شاہ اول (۹۴۱ھ تا ۹۶۵ھ) کی مشہور شہزادوں کے سوا اور بھی اولاد تھی۔ شجرۂ نسب یہ ہے:۔

"محمد مخدوم ابن عبدالنبی آغا ابن محمد مخدوم آغا ابن ابراہیم عادل شاہ اول ابن اسمٰعیل عادل شاہ ابن یوسف عادل شاہ ابن سلطان مراد ثانی شاہ روم"۔

سلاطین عادل شاہیہ بعض امامیہ مذہب بھی تھے خود یوسف عادل شاہ نے باوجود سنّی مذہب ہونیکے اپنا مذہب بدل دیا تھا مگر آپکے جد اعلیٰ ابراہیم عادل شاہ اول نے اپنے سنّی ہونیکا اعلان کیا خطبہ سے آئمہ اثنا عشر کے نام خارج کر دیئے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب کی اشاعت کی (تاریخ فرشتہ)

اپنے مذہب کے متعلق خود دستگیر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:۔

"اہل سنت والجماعت ہونیکا مجھے شرف حاصل ہے اور بحمد اللہ تمام اعتقادات فاسدہ اور مبتدعیہ سے محفوظ ہوں اور صوفیا محققین پر بھی میرا کامل اعتقاد ہے"۔

(دیباچہ مفتاح التفاسیر فارسی)

ولادت:۔ حضرت دستگیر صاحبؒ بیجاپور میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پائی یہ وہی پُر آشوب زمانہ ہے جبکہ عادل شاہی سلطنت پر شہنشاہ عالمگیر کی چڑھائی ہو رہی تھی

والدین کی وفات:۔ سات سال کی عمر میں آپکی والدہ و جدہ کا سایہ سر

اُٹھ گیا۔ اور جب جوان ہوئے تو والد بزرگوار نے بھی داعئ اجل کو لبیک کہی۔

طلب الٰہی:۔ پس عنفوان شباب میں آپکو خدا طلبی کا شوق پیدا ہوا رات دن یہی دُھن تھی۔ ایک دن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز گلبرگوی کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت خواجہؒ نے ایک تلوار اور ایک کٹار عطا فرمائی۔ گویا یہ اس بات کی بشارت تھی کہ آپ عقائد باطلہ و مبتدعیہ کے لیئے شمشیر برہنہ ہونگے اور ایک عالم کو شراب توحید سے سرشار کریں گے۔ اس خواب کے بعد ہی آپ پر ایک جذبہ کی کیفیت

بسمت میں ورود:۔ طاری ہوئی اور تلاش یار میں اُٹھ کھڑے ہوے اور اپنی ہمشیرۂ عزیزہ جو بسنت نگر (موجودہ بسمت نگر علاقۂ نظام) میں حضرت شاہ ناصر الدینؒ کی مرید صادق الاعتقاد تھیں جانیکے لئے رخت سفر باندھا جوں جوں آپ بسنت نگر سے قریب ہوتے جاتے تھے جذب کم ہوتا جاتا تھا جسوقت آپ ہمشیر کے گھر پہنچے شاہ ناصرؒ بھی اتفاق سے وہاں موجود تھے چہرۂ انور پر نظر پڑتے ہی جذب کافور ہو گیا۔ اُسوقت شاہ ناصرؒ دیدار حق تعالیٰ کے متعلق اپنے ایک مرید سے یہ فرما رہے تھے کہ:۔

"عاشقان خدا کی نظر ایک آن بھی خدا کے دیدار سے اوجھل ہوجائے تو اُنکا سینہ شق ہوجاتا ہے اور فوراً ہلاکت واقع ہوجاتی ہے" آپ نے پوچھا کہ:۔

"کیا خدا کا دیدار دنیا میں ممکن ہے"؟ تو جواب ملا کہ:۔

بیعت:۔ "ہاں ممکن ہے اہل دل خدا کا دیدار دنیا میں بھی دیکھتے ہیں اور اُنکو وہاں بھی میسر ہوگا۔" اسکو سُن کر آپ بہت مسرور ہوئے اور اُسی شب میں شاہ ناصرؒ کے مرید ہوئے

ذکر تلقین کیا چند ہی روز میں عشقِ حقیقی کا غلبہ ہوا۔ دیوانگی کی کیفیت پیدا ہوگئی جو دیکھتا تھا یہی کہتا تھا کہ:۔ "مخدوم صاحبؒ دیوانہ ہوگئے" اعزہ نے مرشد سے عرض کی کہ مخدومؒ پر توجہ فرمائیے حالت دگرگوں ہے مگر آپ طرح دیگئے۔ مگر جب دیکھا کہ آپ عشق و جذب حقیقی میں پختہ ہوگئے ہیں تو ایک ہی نظرِ کیمیا اثر میں دیوانگی جاتی رہی، غرض عرصہ تک دستگیر صاحب قدس سرہٗ نے شاہ ناصرؒ سے فیض حاصل فرمایا اور اس درمیان میں علم

عربی کی تکمیل:۔ ظاہری یعنے عربی کی بھی حضرت شاہ سید ابراہیم عرف شاہ میر سیؒ جو حضرت پیران پیر محبوب سبحانیؓ کی اولاد سے تھے اور آپکے خاص دوستوں میں سے تھے تکمیل کرلی۔

عقد:۔ تکمیل سلوک کے بعد حضرت شاہ ناصر الدینؒ نے آپکا عقد اپنی صاحبزادی سے کردیا جن کو عوام "ماں صاحبہ" کے نام سے یاد کرتے تھے۔

حج بیت اللہ:۔ اسکے بعد آپ مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور حج سے فارغ ہونیکے بعد مدینہ منورہ میں آستانۂ رسولؐ پر حاضر ہوئے اور کامل تین سال تک مدینہ میں مقیم رہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دکن واپس تشریف لائے اور رشد و ہدایت خلق میں مصروف ہوئے۔

سیر و سیاحت:۔ آپکی عمر کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت میں بسر ہوا، آپ نے نہ صرف ہندوستان کے طول و عرض کی سیاحت کی بلکہ بیرونِ ہند یعنی سماترا اور جاوا بھی گئے۔ شمالی ہند کے سفر میں دہلی، لاہور اور بنگال قابل ذکر ہیں، اور جنوبی ہند میں گلبرگہ شریف، کالکی، ناگور، بیجاپور، راجمندری، پونا ملی (پھولچری) حیدرآباد وغیرہ کا ذکر آیا ہے۔

جنوبی ہند کا سفر:۔ اس کا مقصد خاص طور پر اپنے سلسلۂ باطنی کے بزرگوں

کی زیارت سے مشرف ہونا تھا جن کی تعریف اور کمالات باطنی کو سن کر آپ بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ اس موقعہ پر آپکا سلسلۂ خلافت چشتیہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ مطالعہ کرنیوالوں کو سہولت ہو اور شجرۂ خلافت سے بھی واقف ہو جائیں جو یہ ہے :- محمد مخدوم عبدالحق رح خلیفہ تھے شاہ ناصر الدین رح کے اور وہ دریا محمد رح کے اور وہ راج محمد رح کے اور وہ حاجی اسحق رح کے اور وہ رن سنگار خاں (محمود خوش دہاں ؟) کے اور وہ برہان الدین جانم بیجاپوری کے اور وہ میراں جی شمس العشاق رح کے اور وہ کمال الدین بیابانی رح کے اور وہ مولانا جمال الدین عبداللہ مغربی رح کے اور وہ سلطان الاصفیا حضرت خواجۂ خواجگان دکن سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ کے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

پس آپ نے سب سے پہلے گلبرگہ شریف میں حضرت خواجہ بندہ نواز رح اور حضرت جمال الدین عبداللہ مغربی رح اور کمال الدین بیابانی رح کی اور کالگی (بشیر آباد۔ نظام) میں حضرت حاجی اسحق کی اور ناگورہ (گلبرگہ) میں حضرت راج محمد چشتی رح کی اور دوبارہ بیجاپور آکر حضرت میراں جی شمس العشاق رح و شاہ برہان الدین بیجاپوری رح و شاہ امین الدین اعلیٰ وغیرہم کی زیارت کی اور جب سمت نگر واپس ہوئے تو حضرت شاہ ناصر رح نے آپکا خیر مقدم کیا اور فرط انبساط میں اپنے پلنگ پر بٹھلا کر آپکا طواف کیا اور دعائیں دیں حضرت مخدوم رح بحکم الامر فوق الادب خاموش تھے۔

شمالی ہند۔ شمالی ہند کے سفر کا مقصد خاصکر اپنے ہمعصر اولیاء اللہ سے ملاقات کرنا تھا اور یہ بھی کہ کوئی طالب صادق مل جائے تو اسکی صحیح رہنمائی ہو جائے سب سے پہلے

آپ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے لاہور پہنچے اور یہ بیان فرمایا ہے کہ اس طول طویل سفر میں مجھ کو صحیح تعلیم تصوف کا حال صرف ایک ہی شخص ملا، اور وہ لاہور میں قدوۃ المحققین محمد سعید سلمہ اللہ تعالیٰ تھے جو توحید میں اسقدر جامع تقریر فرماتے تھے کہ عقل مبہوت ہو جاتی تھی اور روح کو انتہائی خوشی حاصل ہوتی تھی حضرت ممدوح نے دستگیر صاحبؒ سے فرمایا کہ :-

"یہ زمانہ اولیاء اللہ سے ملاقات اور اُن کے لئے سفر کرنیکا نہیں ہے اگر سفر ہی کرنا مقصود ہے تو حرمین شریفین چلے جائیے"!

سفر دہلی :- وہاں سے آپ دہلی آئے لوگوں سے پوچھا کہ اس شہر میں کوئی جید عالم یا صوفی ہے جس سے میں استفادہ کروں لوگوں نے جواب دیا کہ یہاں فتح خان نامی ایک شخص ہیں اگر آپکو عالم ہیں تو وہی اور صوفی کہو تو وہی۔ حضرت رسول نما کی اولاد میں سے کسی بزرگ نے آپکو دعوت دی تھی وہاں اتفاق سے فتح خاں صاحب سے بھی ملاقات ہوئی خانصاحب موصوف مثنوی مولانا روم پڑھانے میں بڑے ماہر مانے جاتے تھے مسائل تجدد امثال و وحدۃ الوجود پر آپ سے نہایت گرم بحث ہوئی۔ آپکی تقریر اور اعتراضات سُن کر خانصاحب موصوف نقش بدیوار تھے کچھ جواب تشفی بخش نہ دیسکے۔ دستگیر صاحبؒ ایک نہایت جہاندیدہ اور نباض واقع ہوئے تھے اور مسائل توحید میں ایسی بال کی کھال نکال لیتے تھے کہ کسی کو دم مارنیکی گنجایش نہ ہوتی تھی (انوار الاخیار) مباحثہ کی تفصیل کی اس مختصر میں گنجایش نہیں آپ نے بیان کیا ہے کہ فتح خاں کو طلب صادق نہیں تھی۔ جاہ و منزلت کے طالب تھے اس لئے میں نے التفات نہیں کی۔ اگرچہ انہوں نے کئی مرتبہ مجھ سے ملنا چاہا۔

سفرِ بنگالہ:۔ اسی قسم کا ایک اور واقعہ بنگال میں قاضی عزت اللہ خان نامی ایک فاضل اجل کیساتھ پیش آیا تھا جو بالآخر آپکے معتقد و مرید ہوئے اور فیض حاصل کر نہیں عار نہیں کی۔

سفرِ جزائر زیر باد:۔ آپ جیجی (سماترا) اور قدح (جزیرہ نمائے ملایا) میں کئی سال قیام فرمایا۔ بیان فرمایا ہے کہ میں وہاں حضرت نبی کریمؐ کے اشارہ سے گیا تھا۔ آچی کے لوگ عالم کو صفات اللہ کہتے تھے اور ایک عجیب گمراہی پھیلی ہوئی تھی وہاں کے اُمرا، علما، اور صوفیا، سے ملاقات اور بحث مباحثے ہوئے آپ نے کہا کہ صفات اللہ قدیم ہیں تغیر و تبدل و نقصان و حدوث سے منزّہ ہیں اور عالم متغیر و حادث ہے۔ غرض انہی معرکتہ الآرا تقریر سے آچی میں ایک تہلکہ مچا دیا تھا۔ یہانتک کہ سچے مسلمان اُن صوفیا، کو جنہوں نے ایسی بیدینی پھیلائی تھی قتل کے درپے ہو گئے۔ حضرت دستگیر صاحبؒ نے چونکہ اپنی بعض کتابیں "غایت التمثیل" اور دیباچۂ "مفتاح التفاسیر" وہیں لکھی ہیں جن کے سنین تصنیف ۱۱۲۳ھ و ۱۱۲۵ھ ہیں اس لئے ہم وثوق کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانہ میں آپ جزائر شرق الہند میں موجود تھے اور اُن بزرگواروں میں سے ایک ہیں جنہوں نے ہندوستان کے مشرقی سواحل و ران جزائر میں اسلام کی معاونت اور اشاعت کی ہے اور جزائر سماترا و جاوہ کی زبان میں اصطلاحات تصوف کو داخل کیا ہے جن کے اشارے مستند کتابوں میں موجود ہیں۔ (اسلامی سیکلوپیڈیا)

علاقہ کرناٹک میں تشریف آوری:۔ مولانا قربی ویلوریؒ نے لکھا ہے کہ:۔

آپ اپنے پیر و مرشد کے وصال کے بعد اپنے خاص محب سید ابراہیم عرف شاہ میراںؒ

کی وجہ سے کرناٹک تشریف لائے"

چونکہ ۱۱۴۷ھ میں تربی حرنے آپ سے بیعت کی ہے۔ اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سنہ مذکور سے بہت پہلے آپ نے میلاپور (مدراس) میں سکونت اختیار فرمائی تھی۔ اور یہاں نوابان آرکاٹ کی عقیدت مندی کی وجہ سے آپ کا خاندان یہیں کا ہو رہا۔ اور اب تک آپکے خاندان کے لوگ وہاں موجود ہیں اور بعض حیدرآباد دکن چلے آئے اور آرکاٹ کی طرف سے معاش اور جاگیر بھی دیگئی تھی جو اب تک موجود ہے۔

اخلاق حمیدہ:- آپ نہایت خلیق، حلیم الطبع، متواضع، شفیق اور حق گو تھے۔ انتہا درجہ کی کسر نفسی، رواداری اور خدا ترسی آپ میں موجود تھی۔

مولانا شاہ میرؔ کو جو آپ کے شفیق دوست اور مرید ہیں اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"اُس بحر انصاف سے یہ بات مخفی نہ رہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اور لکھا ہے آپ کے ساتھ شوخی اور جراءت اور بے ادبی کی ہے"

اگر میری تصانیف میں کوئی غرض شامل متصور ہو تو تم ہر چیز اور ہر قاعدہ کو عقل و نقل کتاب و سنت اور محققین کی تصانیف کی کسوٹی پر خوب پرکھو۔ اگر اُسکے مطابق ہو تو اُس پر عمل کرو"

اس کے سوا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اہل ہنود میں بھی ہر دلعزیز تھے۔ اور گیان

بھنڈاری" کے لقب سے مشہور تھے جس سے آپکی انتہائی رواداری ثابت ہوتی ہے۔

فقر وفاقہ:۔ آپ پر اور آپ کے پیر و مرشد پر ایسی سخت حالت بھی گزری ہے کہ چھ چھ ماہ تک تین تین چار چار روز کے فاقے پڑے۔ پیر میں جوتا تک نہیں جسم میں صرف ایک بوسیدہ کفنی ہے۔ مگر کبھی آپ کی پیشانی پر بل نہیں آیا۔ باوجود اس کے کہ آپ کے شفیق دوست شاہ میر صاحبؒ مرفہ الحال تھے روزانہ آمدورفت رکھتے تھے اپنی حالت کے متعلق لب تک نہیں ہلایا اور نہ اُن کو معلوم ہونے دیا۔

توکل:۔ آپ متوکلانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ متعلقین کثیر تھے۔ آپنے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"اللہ کا شکر ہے کہ بغیر سوال کیئے وہ ہمارے سب کام پورے کر دیتا ہے"۔

اور اسنے مریدین و معتقدین کو بھی آپنے یہی تعلیم دی کہ تم متوکل رہو اسکے یہ معنی نہیں کہ تم کسب معیشت کو چھوڑ دو۔ بلکہ اکل حلال حاصل کرو اور ساتھ ہی ساتھ جھوٹ اور ناراستی کو چھوڑ دو جو اصل فقیری ہے۔

قال صحیح:۔ آپ قال صحیح یعنی صحیح علم تصوف کے حامی تھے۔ آپکے مباحثے اور تقریریں نہایت دلپذیر اور جادو کا اثر رکھتی تھیں شریعت محمدی کا نہایت درجہ پاس ولحاظ فرماتے تھے۔ ملحدین اور کچے صوفیوں کے لئے شمشیر برہنہ تھے مولوی باقر آگاہ (۱۱۵۸ھ؁ - ۱۲۲۰ھ؁) مدراسی کے پیرو مرشد مولانا ابوالحسن قربی ویلوری جیسے فاضل اجل آپکو مجدد وقت مانتے ہیں اور خود قربی صاحبؒ کے پیر مولانا فخر الدین نائطی باین فضل و کمال خرقۂ خلافت حاصل کرتے ہیں اور آپکی مدح میں فرماتے ہیں:۔

حضرت مخدوم عبدالحق لاادی سے مختصر حالات ذر شہادت فرزا

ہوائے کعبہ لہاست درضمیــــــر مرا بغیر فضل تو کس نیست دستگیر مرا 39063

آپ بقول مؤلف انوار الاخیار، اصطلاحات صوفیہ کے موجد ہیں، مسئلہ غیرت

حقیقی پر بہت زور دیا ہے جو دکن کے اس سلسلۂ شاہ برہان بیجاپوری میں مکتب

بندہ نواز قدس سرہٗ کی ایک خاص خصوصیت ہے جس کی تفصیل کی یہاں

گنجایش نہیں (ملاحظہ ہو رسالہ عصائے موسیٰ مولفۂ حضرت ممدوح)

آپ نے اشغال مقیدہ اور چلہ کشی کی مخالفت، اور اشغال مطلقہ کو ترجیح

دی ہے۔ اور مراتب علم کو مراتب وجود پر، اور فرمایا ہے کہ:۔

آدم علیہ السلام کی تخلیق مراتب علمی کے لئے ہوئی ہے، مراتب وجودی یعنے

کشف و کرامات ریاضت سے ہر شخص کو حاصل ہو سکتے ہیں جو طبیعت عالم سے ہے

بعض اقوال، حقہ نوشی اور کثرت سے پان کھانیکی مذمت فرمائی ہے مجلس رقص

وسرود کے متعلق ایک عبرتناک بات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ:۔

یہ کس قدر بیحیائی ہے کہ مجلس رقص میں باپ اور بیٹا اور سب چھوٹے بڑے

عموماً شریک رہتے ہیں اور ہر شخص رقاصہ کو شہوت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

مرید ہونے کے بعد فسق و فجور میں مبتلا ہونا یا کسی فاسق و فاجر کو مرید کرنا

اور اللہ کی باتیں سکھلانا گویا اس کو خانہ خرابی میں مبتلا کرنا ہے مثلاً کعبہ میں

نماز پڑھو تو ہزار رکعت کا ثواب ملتا ہے اور وہاں کوئی گناہ کیا جائے تو

لاکھوں گناہ لکھے جاتے ہیں۔

کرامت:- آپکی اکثر کرامتیں مشہور ہیں، آپ اکثر دریا کی سیر کے لئے تشریف لیجایا کرتے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ سمندر کی مچھلیاں کنارے آجاتی تھیں اور بزبان حال گویا ہوتی تھیں۔ مگر آپکی اصل کرامت شریعت کی سخت پابندی اور مردہ دلوں کو جلانا تھا

ایک خواب:- ایک مرتبہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس طرح ملاحظہ فرمایا کہ آپ مقتدی ہیں اور آنحضرت صلعم امام ہیں۔ شاہجہاں آباد، دہلی کے ایک بزرگ نے یہ تعبیر دی تھی کہ ایسا شخص قطب وقت ہوگا۔ کیونکہ وہاں آپکے سوا کوئی دوسرا مقتدی موجود نہ تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مرتبۂ قطبیت پر فائز تھے۔

ازواج:- آپ کے تین حرم محترم تھیں پہلی بیوی شاہ ناصرؒ کی صاحبزادی، دوسری خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ نیلوری کی جن کے بطن سے شاہ محمود ساوی آپ کے فرزند تھے تیسری زوجہ محترمہ کا حال معلوم نہ ہوا۔

اولاد امجاد:- آپ نے تیرہ صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں چھوڑیں۔ صاحبزادوں میں زیادہ مشہور شاہ محمود شاہ احمد، شاہ ناصر ثانیؒ اور شاہ اسد اللہ تھے اسد اللہؒ کی اولاد میں شاہ عثمان ساوی نیلوریؒ تھے۔ جن کے متعلق حضرت دستگیر صاحبؒ نے عالم وجد و استغراق میں پیشین گوئی کی تھی کہ میرے خاندان میں سالہا سال کے بعد ایک ولی کامل پیدا ہوگا۔ چنانچہ شاہ عثمان ساویؒ مدراس میں بہت مشہور تھے محمد نجیب مؤلف کرامات قادر ولیؒ آپ ہی کے مرید تھے

خلفاء:- آپ کے مشہور خلفاء ہیں مولانا فخر الدین ناطی المتخلص بہ بےخود (۲) سید

شاہ ابوالحسن قربیؒ ویلوری (۳) شاہ اسداللہ ابن فتح محمد برہانپوری خلیفہ شاہ برہان راز الٰہی" برہان پوری۔ (۴) حاجی محمد شاہؒ (۵) شاہ محمود ساویؒ (۶) شاہ ناصر ثانیؒ (۷) شاہ احمد ساویؒ (۸) شاہ عبدالنبی عرف اسداللہؒ۔

آپ کے خاص مریدین میں مولانا محمد حسن بھی تھے۔ جن کی بعض تصانیف نظر سے گذریں۔ علامہ معلوم ہوتے ہیں حالات معلوم نہ ہوسکے۔ علماء و اولیاء مدراس کے حالات تاریکی میں ہیں

اُمراءِ عظام: حضرت دستگیر صاحبؒ نواب نظام الملک آصفجاہ (۱۰۸۲ھ تا ۱۱۶۱ھ) کے ہمعصر تھے۔ ملاقات کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ میر نظام علی خاں آصفجاہ ثانی (۱۱۴۶ھ تا ۱۲۱۸ھ) بھی آپ کے معتقد تھے جنہوں نے آپ کی اولاد کی بیحد قدر و منزلت فرمائی اور خاص طور پر لارڈ کارنوالس گورنر جنرل وقت سے سفارش کرکے مدراس میں شاہ محمود ساویؒ کو بعض مواضعات بطور جاگیر دلوائے تھے۔ جن کی اسناد موجود ہیں۔ دیگر امراء میں خواجہ عبداللہ خاں داماد نواب میر نظام علی خاں بہادر، اور خواجہ رحمت اللہ خاں، حیدر جنگ، خواجہ قلندر خاں وغیرہم آپ کے مرید تھے۔

ہمعصر مشائخین و علماء: میر عبدالفتاح و میر انوار اللہ حیدرآبادی مولف "انوار الخیار" مولانا عبدالرحیم بیجاپوری مولوی جمال محمد جن کو آپ نے ایک طویل خط توحید میں لکھا ہے۔ خواجہ رحمت اللہ رحمت آبادی (اور دیگر) جو آپکے ہمعصر تھے۔ سید شاہ جمال الدین بخاریؒ پدر شاہ کمال و سید محمد شاہ ہمیں کرنبہ والے

مولانا نظام الدین احمد صغیر از اولاد مولانا محمد حسین امام الحرمین حیدری
البتہ مولانا عبد العلی بحر العلوم آپ کی وفات کے بعد مدراس آئے جو آپکے
فرزند محمود ساوی کے ہم جلیس تھے۔ اور نواب والاجاہ محمد علی ان دونوں
حضرات کی خاص طور پر عزت کرتے تھے (سوانحات ممتاز)

وصال:۔ آپ کا وصال بتاریخ ۳ رجب ۱۱۶۵ھ حیدرآباد دکن میں
ہوا اور اولاً خواجہ رحمت اللہ خاں کے مقبرہ میں امانتاً رکھے گئے اُس کے
چھ ماہ بعد نعش مبارک مدراس کے قدیم مقدس تاریخی شہر میلاپور (شہر طاؤس)
منتقل کی گئی اور تدفین عمل میں آئی موجودہ مقبرہ نواب والاجاہ محمد علی خاں بہادر
کا تعمیر کردہ ہے۔ والاجاہ کی نعش بھی حسب وصیت اسی مقبرہ میں سونپی گئی تھی
جس کا نشان اب بھی موجود ہے۔ تاریخ وصال آپ کے منجھلے صاحبزادے شاہ محمود
نے کہی تھی جس کا ایک شعر بمشکل مہتمم کتب خانہ سعیدیہ حیدرآباد کی مہربانی سے
دستیاب ہوسکا بقیہ اشعار کہا جاتا ہے کہ پڑھے نہ جاسکے جس کا افسوس ہی ہے

سال خوش بیاد محمود است تو ز "رضوان حق" حسابش خواہ

آپ کی عمر شریف اسّی سال سے زائد ہوگی کیونکہ ۱۰۸۵ھ میں آپ صاحب
تصنیف تھے

تصانیف:۔ آپ کی تصانیف کا صحیح پتہ نہیں چلا۔ البتہ محمد حبیب المتخلص بہ نجیب
مدراسی نے اپنی مثنوی "کرامات قادرولی" مطبوعہ مدراس میں لکھا ہے کہ آپکی تصانیف

ہیں اس کے متعلق چند اشعار یہ ہیں :۔

چونکہ ہستی بحر عرفان وجہان معرفت — کردہ تصنیف در علم تصوف صد کتاب

بیشک اے مخدوم عالم جملہ تصنیفات تو — گشت مقبول خدا و مرسل عالیجناب

آپ کی تصانیف شریعت و حقیقت کی جامع اور نہایت محققانہ ہیں اور تصوف کے ایسے اسرار و رموز پر مشتمل ہیں جن کو نہ کان سے سنا اور نہ آنکھ سے دیکھا چنانچہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"اگر فرصت شود اندک از سخنہائے علوم نادرہ کہ بایں فقیر حقیر از حق سبحانہ تعالےٰ عنایت است ظاہر کنم ..... اکثر غلطی احوال مدعیان اہل ایں فن ظاہر نہ شدے چرا کہ اکثر علم ہا ترقی کردہ بہ کمال رسیدہ و بزمانۂ خاتم الاولیاء امام مہدیؑ باکملیت خواہد رسید"

اپنی بعض کتابوں مثلاً "جوامع الاسرار" و "بیان واقع" کے متعلق فرماتے ہیں :۔

" قبل از گزرانیدن بجناب رسالت مآب صلعم مسودات شناسند کہ فقیر ہنوز در باب ایں ہا حکم صریح نیافتہ "

یعنی بعض کتابیں بارگاہ نبویؐ میں پیش کیں اور انکی صریحاً اجازت نہ ملی جس سے واضح ہے کہ اپنی کتابوں کو تصنیف کے بعد روحانی طور پر اجازت حاصل فرماتے تھے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بعض اکابر اولیاء مثلاً حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ کی "فصوص" اور "تمہیدات" عین القضات ہمدانی میں بھی ایسے اشارے موجود ہیں ۔ اس مختصر میں ہم صرف

آپکی تصنیفات کے نام جو ہم کو دستیاب ہوئی ہیں اور تحقیق ہوا ہے کہ وہ آپ ہی کی ہیں درج ذیل کرتے ہیں۔ یہ تصنیفات اکثر فارسی میں ہیں اور مختصر و جامع ہیں:-

(۱) مفتاح الکل اردو (۲) رسالہ اسم اللہ (۳) بیان واقع (۴) رسالۂ ولایت (۵) عقائد صوفیہ (۶) تجدد امثال (۷) عصائے موسیٰ (۸) میزان المعانی (۹) رسالہ حیات جان (۱۰) رسالۂ صحبت (آداب المریدین) (۱۱) جوامع الاسرار (۱۲) رسالہ قبض و بسط (۱۳) دیباچۂ مفتاح التفاسیر (۱۴) مفاتیح الغیب (۱۵) غایت التحلیل (۱۶) رسالۂ سماع و راگ (۱۷) زاد الطالبین (۱۸) حیات السالکین (۱۹) پنج گنج (۲۰) تنبیہ العارفین (۲۱) رسالۂ نسبتی (۲۲) طریقۃ القویم فی صراط المستقیم (۲۳) استغنا، (۲۴) فیض (۲۵) دلیل محکم (۲۶) مکتوب موسومہ جمال محمد۔ البتہ آپ کی کتاب "غنیمت الوقت" جو ضخیم کشکول علوم ہوتا ہے اور محک المدعی رسالہ مسجد کھوڑی و امداد المحققین نظر سے نہیں گذریں اور آپکی معرکۃ الآرا تصانیف شرح عقائد جامی اور میزان التوحید کے متعلق ابھی ہم کو آپ کی تصنیف ہونے کا ثبوت کافی نہیں ملا ہے اگرچہ یہ زیادہ تر آپ کی طرف منسوب ہیں۔

تمت بالخیر

(مطبوعہ: عہد آفریں برقی پریس)